حج کے تہذیبی وتربیتی آثار

مولانا سید محمد رضا رضوی

انسان اگر کوئی کام کسی معیاری نمونہ عمل کو نگاہ میں رکھتے ہوئے انجام دیتا ہے تو اس میں زیادہ پختگی ہوتی ہے اوراس کے ثمر آور ہونے کا امکان بھی زیادہ ہوتا ہے اور اس کے اثرات ابدی نہ سہی مگر تا دیر ضرور باقی رہتے ہیں ۔ اور اس کے نتائج پر بھی عمیق نگاہ رکھی جائے تو پھر نورٌ علی نور کی منزل نصیب ہوجاتی ہے ۔ انسان عاقل وغیر عاقل کے درمیان منجملہ فرق میں سے ایک فرق یہ بھی ہے کہ عاقل اپنے عمل کو کسی نمونہ کے پیرایہ میں ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے اور ہدف ومقصد پر بھی اس کی نگاہ ہوتی ہے ۔

اسوہ ونمونہ عمل کس کو بنایا جائے اس کی بازگشت خود اس عمل کی طرف ہے دنیاوی امور میں نمونہ اس کو بنایا جاتا ہے جو اس کام میں ماہر ہوتا ہے پس وہ امور جن کا تعلق دین ودنیا دونوں سے ہو تو پھر اسوہ ونمونہ اسکو بنایا جانا چاہئے جو ہر لحاظ سے کامل ہو اور جس کا اقتدار دین ودنیا پر برابر کا ہو وہ دنیا کی نزاکتوں اور پیچ وخم سے اتنا ہی واقف وآشنا ہو جتنا دین کی تمام باریکیوں پر کامل نظر رکھتا ہو ۔

اب ظاہر ہے اگر حج سے متعلق ہمیں کسی آئیڈیل کی تلاش ہو تو صاحب شریعت رسول مقبول ﷺ سے بہتر عالم مخلوقات میں کونسی مثال مل سکتی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ عبادات میں حج کو جو امتیازی حیثیت حاصل ہے وہ دوسری عبادتوں کو حاصل نہیں ہے۔حج دین ودنیا کا مجموعہ ہے حج میں جہاں طواف ہے سعی ہے وہیں برأۃ کا اعلان بھی ہے تا کہ دشمن کے سامنے مسلمانوں کی طاقت کا ایک طرف مظاہرہ ہو تو دوسری طرف مظلوموں کی سسکتی آوازوں سے اظہار ہمدردی اور حمایت کا اعلان ہو اور ان پر جو مظالم ہو رہے ہیں اسکو آشکار کیا جائے اور ظلم کو روکنے کی تدابیر پر غور کیا جائے ، رسول اکرم ﷺ کے حج کے طریقہ پر نگاہ کی جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ حج کے لئے خاصا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

کیا یہ غور کا مقام نہیں ہے کہ پروردگار نے حج کے لئے کچھ خاص ایام کو معین کیا نہ ان ایام

سے قبل حج ادا ہوسکتا ہے اور نہ ان ایام کے بعد حتی اگر کوئی معذور ومضطر ہوگیا تو اسکو حج کی قضا بھی ادا کرنی ہے تو انھیں ایام میں ممکن ہے ایسا نہیں ہوسکتا کہ جس طرح روزہ کی قضا رمضان کے علاوہ ہو سکتی ہے حج کی قضا بھی کسی اورمہینہ میں کر لی جائے ۔

خود قرآن کریم اس حقیقت کو روشن کرر ہا ہے ۔ لیشهدوا منافع لهم ...

اورلوگوں کے درمیان حج کا اعلان کروکہ لوگ تمہاری طرف پیدل اور لاغرسواریوں پر دور دراز علاقوں سے سوار ہوکر آئیں گے تا کہ اپنے منافع کا مشاہدہ کریں ۔اور چند معین دنوں میں ان چوپایوں پر جو خدا نے بطور رزق عطا کئے ہیں خدا کا نام لیں اور پھرتم اسمیں سے کھاؤ اور بھوکے محتاج افراد کو کھلاؤ۔

جب مرضی معبود یہ ہے کہ کچھ مخصوص دنوں میں ہی لوگ جمع ہو کر اس عبادت کو انجام دیں تو اگر اجتماع تو ہو مگر نفسی نفسی کا عالم ہو سب اپنے میں مگن ہوں اور لاکھوں افراد بغیر ایک دوسرے سے رابطہ کے حج بجالائیں تو عبادت تو ہو جائیگی مگر روح عبادت کا فقدان ہوگا اور نتیجہ میں اس عظیم اجتماع میں پروردگار نے جو فائدہ رکھا ہے وہ حاصل نہ ہوسکے گا ۔

اگر آج حج نے عالمی حیثیت اور سیاسی افادیت کو گم کر دیا اور حج کو صرف چند صحرائی قسم کے اعمال کا مجموعہ بنا دیا کہ ہرانسان دنیا کے دوسرے انسان سے الگ اور اسکے مسائل سے بیگانہ ، نہ باہمی انس ومحبت ، نہ باہمی حالات کے حل کی کوشش ، نہ ایک دوسرے کے درد میں شریک ، نہ ایک دوسرے کے مسائل سے دلچسپی تو پھر یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ اگر اجتماع کو اتنا ہی بے معنیٰ اور بیفائدہ بنانا تھا تو اسکے ناممکن ہونے کا اعلان کر دیا جاتا اور مسلمانوں کو مطمئن کرکے ان کے گھروں میں بٹھا دیا جاتا۔ اتنی بڑی خلقت خدا کو چند میدانوں میں دوپہر یا رات میں بٹھانے یا چند پتھروں کو پتھر مارنے اور چند جانوروں کا ذبیحہ کرنے کے لئے بلانا نہ اسلام کا مزاج ہے اور نہ اسلام خدانخواستہ اس طرح کی بے مقصد عبادت کا حامی ہے ۔

اسلام نے ساری دنیا میں مساجد کے ہونے کے باوجود مسلمانوں کو مسجد الحرام تک بلایا اور دنیا میں جگہ جگہ کے میدانوں کے ہوتے ہوئے بھی امت اسلامیہ کو میدان عرفات میں جمع کیا اور اربوں روپیہ کا سرمایہ خرچ کرایا تو کیا اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ سات چکر لگاؤ اور بس یہ کام تو انفرادی طور پر اور سال کے تمام مہینوں میں ہوسکتا تھا اور اسمیں کوئی زحمت نہ تھی تو پھر سب کو ایک

وقت میں جمع کرنے کی اور اس کے لئے مخصوص لباس وہیئت کی کیا ضرورت تھی؟ یقیناً اسکے پیچھے کوئی عظیم سیاسی اور اجتماعی فلسفہ ہے جسے قصداً یا جہلاً نظر انداز کیا جارہا ہے۔

مناسک حج پر اگر نگاہ کی جائے تو ہر عمل تہذیب وتزکیۂ نفس وتربیت کا نمونہ ہے، حج کا سب سے پہلا عمل احرام ہے کہ ہر ایک جب میقات پر حاضر ہوتا ہے تو دنیا سے بے نیازی کا ثبوت اس طرح پیش کرتا ہے کہ لباس فاخر، زینت، دنیا سے وابستگی وغیرہ کو ترک کردیتا ہے اور پھر سب کے لئے احرام باندھنے کی جگہ میقات کے اعتبار سے سب کے لئے ایک؛ نہ یہ کہ کوئی اپنے گھر سے احرام باندھ کر آئے، کوئی محل سے سج کر آئے اور کوئی مسجد سے احرام باندھے۔

قربانی میں قربانی کے جانوروں کی قسمیں تو ہیں مگر اونٹ کی قربانی کرنے والا بڑا حاجی ہو یہ ضروری نہیں ہے۔ بال سب کو مونڈنا ہے۔ سعی سب کے لئے ہے، میدان عرفہ میں سب کو قیام کرنا ہے۔ منیٰ میں ہر حاجی کو شب گذارنی ہے۔ مزدلفہ ومشعر سے گذرنا سب کے لئے ضروری ہے، کنکری سب کو چننا ہے اور شیطانوں کو کنکری سب کو مارنا ہے اور کنکری مار کر شیطنت کا خمار اگر سر میں ہے تو اسکو اتارنا ہے۔

محرمات احرام سے کوئی استثنیٰ نہیں رکھا گیا ہے۔ کہ ایک تو سجنے وسنورنے کے لئے آئینہ دیکھ سکتا ہو اور دوسرے پر پابندی ہو ایک اسی پسینہ میں شرابور رہے ایک مشک وعنبر میں نہا کر آئے اور ایک کو سورج کی تمازت برداشت نہ ہو تو وہ سایہ میں چلا جائے اور ایک سایہ میں نہ جاسکے، ایک اپنی دیرینہ عادت کی بنیاد پر شکار کر کے ہی تازہ گوشت بھون کر اپنی خواہش کی غذا تیار کر کے چٹخارے لے اور دوسرا ایسا نہ کرسکتا ہو۔ ایک تو اپنے لاہ ولشکر واسلحہ کے ساتھ آئے اور ایک معمولی اسلحہ بھی نہ رکھ سکتا ہو، ایک اپنے طمطراق اور دولت کے نشہ میں مدہوش جسکو جو چاہے کہے، لڑے جھگڑے، جنگ وجدال کرے اور ایک پر پابندی ہو۔ المختصر یہ کہ ہر موقع پر ہر ایک کو ایک جیسا عمل کرنا ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ایک کے طواف کے لئے الگ دن معین کر دیا گیا ہو کہ فلاں آرہے ہیں مسجد الحرام خالی کردو تم لوگ بعد میں آکر طواف کرنا، مضطر وغیر مضطر کے درمیان مناسک میں کوئی فرق نہیں ہے ایک کو ٹھنڈک لگے تو احرام کے بجائے سوئٹر، جیکٹ پہن لے یہ سب حج میں ممکن نہیں ہے۔

حج کے یہی وہ امتیازات ہیں کہ جن کی بنا پر ان مناسک کو انجام دینے والا حاجی یا الحاج کہلاتا ہے۔ کچھ دنوں قبل ایک اردو رسالہ میں ایک مضمون پڑھنے کو ملا جس میں مضمون نگار نے یہ

سوال قائم کیا تھا کہ آخر عبادتیں تو سبھی ہیں مگر حج سے جو مشرف ہو جائے اسی کو حاجی کیوں کہا جاتا ہے چنانچہ ایک مکالمہ تحریر کیا ہے کہ میری ایک شخص سے دوران سفر ملاقات ہوگئی میں نے ان کا تعارف جاننا چاہا تو ان صاحب نے اپنا تعارف ان الفاظ میں کیا مجھے حاجی فلاں ابن فلاں کہتے ہیں۔ اپنا تعارف پیش کرنے کے بعد انھوں نے میرے بارے میں جاننا چاہا تو میں نے انھیں کی طرح اس طرح تعارف کرایا کہ مجھے نمازی فلاں ابن فلاں کہتے ہیں میری گفتگو کے ختم ہونے سے قبل ہی وہ حیرت واستعجاب کے عالم میں کہنے لگے یہ نمازی آپکے نام کا جزو ہے تو میں نے بھی ان سے سوال کر لیا کہ کیا حاجی آپ کے نام کا حصہ ہے کہنے لگے نہیں بھائی میں حج سے مشرف ہوا ہوں اس لئے میرے نام کے ساتھ حاجی جڑ گیا ہے میں نے سوال کر لیا کہ آپ کتنی مرتبہ مکۂ مکرمہ کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں کہنے لگے اسی سال یہ سعادت حاصل ہوئی ہے۔ میں نے کہا آپ ایک مرتبہ بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپکی جھولی میں یہ سعادت آگئی تو آپ حاجی کہلائے اور میں پنج وقتہ نماز ادا کرنے والا نمازی نہیں کہلا سکتا۔گر چہ یہ مکالمہ تھا مگر حقیقت امر یہ ہے کہ اس سے خود حج کی عظمت وجلالت کا اندازہ ہوتا ہے۔ حج کا ہر عمل خود درس زندگی وبندگی ہے۔

فروع دین میں دو عبادتیں ایسی ہیں کہ جن کو انجام دینے والے کو اس عبادت سے نسبت دی جاتی ہے اور شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ دونوں ہی عبادتیں نہایت دشوار اور منفرد ہیں۔ نماز کی ادائیگی میں مال کا خرچ نہیں ہے روزہ وہ عبادت ہے جسکا گواہ خود اسکا معبود ہے خمس وزکوٰۃ میں مال کا خرچ ہے اسی طرح بقیہ عبادتیں لیکن حج اور جہاد وہ عبادت ہیں جن میں وقت وسرمایہ حتی جان بھی راہ خدا میں نچھاور کی جاتی ہے اسی لئے ان دونوں عبادتوں کے انجام دینے والے کو حاجی یا الحاج ومجاہد کہا جاتا ہے ورگرنہ نماز پڑھنے والے کو نمازی روزہ رکھنے والے کو روزہ دار راہ خدا میں انفاق کرنے والے کو سخی اسکے نام کے ساتھ جوڑا نہیں جاتا اور مشاہدات وتجربات اس امر کا واضح ثبوت ہیں۔

حج کے اخلاقی وتربیتی پہلوؤں پر اگر نظر ڈالی جائے تو قدم قدم پر حج میں کردار سازی کے نمونے ومثالیں نظر آتی ہیں۔حج صرف عمل کا نام ہے سوائے نیت وتلبیہ کے حج میں کوئی ذکر واجب قرار نہیں دیا گیا ہے، جو بھی اعمال ہیں یا تو اس کا کرنا واجب ہے یا محرمات کا ترک کرنا ضروری ہے۔

حج کے تربیتی واخلاقی پہلو مناسک حج میں

واہ رے اس رب بے نیاز کا مطالبہ کہ ہر ایک کو ایک جیسا دیکھنا چاہتا ہے زندگی میں ایک موقع پر اور ایک مرتبہ ہی سہی ایک جیسے نظر آؤ ،نہ کوئی بندہ رہے اور نہ کوئی بندہ نواز کا حقیقی چہرہ تو بس اس عظیم الشان عبادت میں ہی دیکھنے کو ملتا ہے ۔

نماز کی صفوں میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے ہوتے تو ایک ہی صف میں ہیں مگر کتنی اونچ نیچ ایک ہی صف کے نمازیوں میں دیکھنے میں آئے ہیں ۔ ایک زرق برق لباس میں ہوتا ہے تو کوئی پھٹے پرانے مگر صاف ستھرے کپڑوں میں اور پھر کبھی تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مفلس کو پہلے صف میں کھڑے ہونے کی اجازت بھی معاشرہ نہیں دیتا جبکہ پروردگار نے پہلی صف کے لئے معیار علم وتقویٰ وپرہیزگاری تو بنایا ہے لباس وامیری وغریبی ومفلسی کو نہیں بنایا ہے مگر بہر حال قیمتی لباس پہننے پر پابندی نہیں ہے ہاں حریر کو مرد کے لئے حرام ضرور قرار دیا ہے مگر آیا حج میں بھی ایسا ہی ہے کہ کوئی شیروانی پہن کر آسکتا ہے کوئی پینٹ میں ملبوس ہو کوئی اپنے علاقہ کا خاص لباس زیب تن کئے ہو۔ ہرگز ایسا نہیں ہے، حج کرنا ہے تو سب کو اجلے احرام کے ۲ کپڑوں ہی میں آنا پڑے گا۔ اور اسکے بھی شرائط البتہ حج صاحبان ثروت کے لئے ہے لیکن اس کی بھی وجہ یہ ہے کہ جن کے پاس مال ودولت دنیا زیادہ ہوتی ہے ان کے یہاں لغزش ، انحراف، کجروی، غرور، تکبر، خودپسندی وغیرہ کے امکانات بھی زیادہ ہیں۔ حج کے سارے مناسک ان تمام انحرافات سے نجات پانے کا بہترین وسیلہ ہے۔

پروردگار نے حج کے ذریعہ سارے ہی لوگوں کو ایک لباس، ایک حالت ،ایک ظاہری صورت میں لاکر کھڑا کر دیا ہے جہاں لباس ایک ہے، آواز ایک ہے ،حرکت ایک ہے۔ اب ظاہر کو دل کے نہاں خانہ میں اتارنا خود کی ذمہ داری ہے اور اسکے لئے اس مالک کی بارگاہ میں دعا کرنی چاہئے کہ تو نے ہمارے ظاہر کو تو ایک کر دیا ہے اس عبادت کے صدقہ میں ہمیں وہ توفیق دے دے کہ ہمارا باطن بھی ایک ہو جائے اور ہم میں بڑائی کا تصور باقی نہ رہ جائے ہم سبکو ایک نظر سے دیکھیں ہمارا رہن سہن ایک جیسا ہو جائے اور ہم اپنے طاقت کے ذریعہ کسی کمزور کے کام آسکیں ۔

قرآنی آیات وروایات معصومینؑ کی روشنی میں حج کے بے شمار تربیتی پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے۔قرآن کریم انبیاء الٰہی کی بعثت کے مقصد کو تزکیہ اور اصلاح نفوس قرار دیتا

ہے۔قرآن کریم میں يُزَكِّيهِمْ کے ذریعہ ہدف کا اعلان ہو رہا ہے ۔ رسولؐ گرامی اسلام لاتمم مکارم الاخلاقک و اپنے بعثت کا مقصد بتا رہے ہیں مقصد بعثت تزکیہ اور اخلاق ہے حج کے مناسک تزکیہ اور اخلاق کی مشق کے لئے بہترین موقع فراہم کرتے ہیں مثال کے طور پر محرم کے لئے بہت سی چیزیں حرام قرار دی گئی ہیں اور شخص محرم احرام کی حالت میں نہایت دقت کے ساتھ عملی مشق کا ثبوت دیتا ہے اور محرم ہونے کی حالت میں شیطانی وسوسہ اور نفسانی خواہشات سے مقابلہ کرتا ہے اور یہ عملی مشق آئندہ کے لئے کارساز ہوتی ہے ۔

امام جعفر صادقؑ نے حجاج کرام سے طہارت قلب کا مطالبہ کیا ہے

اِذَا اَرَدْتَ الْحَجَّ فَجَرِّدْ قَلْبَکَ لِلَّهِ تَعَالیٰ مِنْ کُلِّ شَاغِلٍ وَحِجَابٍ ...الخ ۲

جب تم نے حج کا ارادہ کر لیا ہے تو خدا کے لئے اپنے دل کو خالی کر دو اور سارے موانع کو برطرف کر دو ۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا :۔ مَا یُعْبَأ بِمَنْ یَؤُمُّ هٰذَا الْبَیْتَ اِذَا لَمْ یَکُنْ فِیْهِ ثَلَاثُ خِصَالٍ وَرَعٌ یَحْجِزُهُ عَنْ مَعَاصِی اللّٰهِ تعالیٰ وَحِلْمٌ یَمْلِکُ بِهٖ غَضَبَهُ وَحُسْنُ الصَّحَابَةِ لِمَنْ صَحِبَهُ ۔ ۳

یعنی اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کرے اور اس میں مندرجہ ذیل صفات کا فقدان ہو اسکے حج کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے ، پرہیزگاری کہ جو معصیت پروردگار سے روکے رکھے ،حلم کہ جو غصہ کو مہار کئے رہے اور حسن سلوک وخوش رفتاری کی رعایت اپنے ساتھیوں کے ساتھ، اس نوارنی کلام میں حج کی قدر وقیمت کو ورع وحلم وحسن سلوک میں رکھا گیا ہے۔

تربیت کا اس سے بہتر پہلو اور کیا ہوسکتا ہے جس میں اجتماعی زندگی کا سلیقہ سکھایا جارہا ہو کہ دیکھو اپنے غصہ پر قابو رکھنا اور ایسا نہ ہو کہ اپنے ساتھیوں پر غضبناک ہو جاؤ اور دامن صبر ہاتھ سے چھوٹ جائے۔ اسلام اسی اجتماعی زندگی کو تو معاشرہ میں پیادہ کرنا چاہتا ہے کہ دیکھو صرف اپنی فکر میں نہ رہو اپنے ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آؤ اپنے ہمسایہ کا خیال رکھو ، کسی پر ظلم ہو رہا ہے تو مظلوم کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہو ۔

امام رضاؑ نے فرمایا:۔ اِنَّمَا اُمِرُوْ بِالْاِحْرَامِ لِیَخْشَعُوْا قَبْلَ دُخُوْلِهِمْ حَرَمَ اللّٰهُ وَاَمْنَهُ وَلِئَلَّا یَلْهُوْا وَیَشْتَغِلُوْا بِشَیْءٍ مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتِهَا وَلَذَّاتِهَا وَیَکُوْنُوْا جَادِّیْنَ فِیْمَا هُمْ فِیْهِ قَاصِدِیْنَ نَحْوَهُ مُقْبِلِیْنَ عَلَیْهِ بِکُلِّیَّتِهِمْ مَعَ مَا فِیْهِ مِنَ التَّعْظِیْمِ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلِبَیْتِهٖ ۔ ۴

احرام ہی کے وقت لوگوں کو حکم کر دیا گیا ہے کہ حرم الٰہی میں داخل ہونے سے قبل کہ جو تمہارے لئے امن وامان کا مرکز ہے اپنے دل میں خشیت الٰہی پیدا کرلو اور دنیا کے زرق وبرق سے دل نہ لگاؤ اور جس مقصد کے لئے تم نکل پڑے ہو اس میں قاطعیت رکھو اور اپنے تمام وجود کے ساتھ اسکی طرف پوری توجہ کرو اس لئے کہ احرام کے اندر خدا او ربیت خدا کی تعظیم مضمر ہے۔

ان روایات سے استفادہ ہوتا ہے کہ سفر حج انسان کی تربیت کے لئے بہترین موقع ہے حج کی تعلیمات جامع ،متنوع ،عمیق ،حسین، جاذب ہیں۔ چنانچہ مقام عظماء ولایت ومرجعیت آیت اللہ خامنہ ای مدظلہ العالیٰ فرماتے ہیں:۔ حج زمان ومکان کے اعتبار سے انسان سازی ،تزکیۂ نفس کے لئے ایک استثنائی موقع ہے۔۵

حج کے مناسک طرز بندگی و درس بندگی کی مثال

احرام :۔ انسان جب لباس احرام زیب تن کرتا ہے تو اس سے پہلے مستحب ہے کہ غسل بجالائے چنانچہ غسل کے لئے لباس کو اتارتا ہے اور پھر غسل کرتا ہے، اسکا معنوی پہلو یہ ہے کہ گویا لباس معصیت کو اتارکر گذشتہ گناہوں کو آبِ توبہ سے دھل لیتا ہے اور اپنے معبود کے حضور یہ عہد و پیمان کرتا ہے کہ میں اب معصیت کا مرتکب نہیں ہوؤں گا۔

رسول گرامی اسلام ﷺ نے فرمایا :۔ حُجُّوا فَاِنَّ الْحَجَّ یَغْسِلُ الذُّنُوبَ کَمَا یَغْسِلُ الْمَاءُ الدَّرَنَ ۔۶

حج کرو اس لئے کہ حج اسطرح گناہوں کو دھل دیتا ہے جس طرح پانی گندگیوں کو دھل دیتا ہے۔

تلبیہ :۔

زبان بہت سے گناہوں کا سرچشمہ ہے۔ زبان سے بہت سے گناہ انجام پاتے ہیں جیسے کہ غیبت ،تہمت ،جھوٹ، بہتان ۔تلبیہ اس بات کا اعلان ہے کہ اے میرے مالک ! اب زبان صرف تیری اطاعت کے لئے کھلے گی اور جس میں تیری معصیت ہوگی اس کے لئے وا نہ ہوگی۔ گویا انسان لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہتا ہے تو اپنی زبان پر پہرہ بٹھا دیتا ہے کہ اب آخر عمر تک یہ زبان تیری معصیت نہیں کریگی۔

ارشاد پیغمبر اکرم ﷺ ہے :۔ مَنْ اَضْحیٰ یَوْمًا مُلَبِّیاً حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ غَرَبَتْ

بِذُنُوبِہٖ فَعَادَ کَمَا وَلَدَتْهُ اُمُّهُ ۔ ۷

جوشخص ایک روز غروب آفتاب تک لبیک کہتا ہے تو اسکے گناہ محو کردیے جاتے ہیں اور وہ اس دن کے مانند واپس ہوگا جیسا معصوم وجود اسکی ماں نے اسکو دنیا میں عطا کیا تھا۔

دوسری حدیث میں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:۔ مَا مِنْ حَاجٍّ يُضحيٰ مُلَبِّيَا حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ اِلَّا غَابَتْ ذُنُوْبُهُ مَعَهَا ؛۔ ۸

کوئی بھی حاجی چاشت سے زوال تک لبیک نہیں کہتا مگر یہ کہ زوال آفتاب کے ساتھ اسکے گناہ بھی غائب ہوجاتے ہیں (معاف ہوجاتے ہیں)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اَلْحَاجُّ لَایَزَالُ عَلَيْهِ نُوْرُ الْحَجِّ مَالَمْ يَلِمْ بِذَنْبٍ ۔۹

یعنی حاجی کے ساتھ حج کی نورانیت باقی رہتی ہے جبتک کہ وہ کسی گناہ سے اپنے کو آلودہ نہ کرے۔

طواف۔

طواف کے جہاں بے شمار معنوی فوائد ہیں وہیں درس زندگی کے نکات بھی طواف میں مضمر ہیں طواف یہ یاد دلاتا ہے کہ انسان کو متحرک رہنا چاہئے۔حرکت میں برکت ہے یعنی وہ پروردگار جو مسجد میں عبادت کے لئے حکم دیتا ہے وہی خدا اپنے گھر کے اردگرد چکر لگانے کی دعوت دیتا ہے اور یہ بتا دینا چاہتا ہے کہ زہد کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان اپنے کو مسجد میں مقید کر لے بلکہ عبادت چکر لگانے میں بھی ہے جس طرح تم خانۂ خدا کا چکر لگا کر ثواب اخروی کے مستحق ہوجاتے ہو اسی طرح اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے بازار اور دوسری ضروری جگہوں پر جانا آنا بھی عبادت ہے۔ جہاں طواف روح عبدیت کی تقویت کی ضمانت ہے وہیں ضرورت کے تحت گھر سے باہر آنا بھی زندگی کی شرافت ہے نہ کہ گھر کی چہار دیواری میں مقید ہوجانا شرافت، کرامت وکمال کی علامت نہیں ہے۔

طواف احادیث کی روشنی میں ؛۔

ارشاد نبی اکرم ﷺ ہے : مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا يُحْصِيهِ كُتِبَتْ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ حَسَنَةٌ وَمُحِيَتْ عَنْهُ سَيِّئَةٌ وَرُفِعَتْ لَهُ بِهٖ دَرَجَةٌ وَكَانَ لَهُ عِدْلُ رَقَبَةٍ۔ ۱۰ یعنی جوشخص گن کر سات مرتبہ خانۂ کعبہ کا طواف کرے اس کے لئے ہر قدم پر ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے ایک گناہ مٹادیا جاتا ہے، ایک درجہ بڑھا دیا جاتا ہے اور اسکے لئے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا:۔ مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤمِنٍ طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ اُسْبُوعًا وَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَاَحْسَنَ طَوَافَهٗ وَصَلَاتَهٗ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ۔[۱۱]

کوئی بندۂ مومن ایسا نہیں ہے جو اس گھر کا سات مرتبہ طواف کرے اور دو رکعت نماز طواف بجالائے اور طواف ونماز اچھی طرح انجام دے مگر یہ کہ خدا اسے بخش دے گا۔

سعی بین صفا ومروۃ :۔

مناسک حج میں سے ایک سعی ہے کہ جسکے ذریعہ سے انسان پروردگار تک رسائی کی کوشش کر سکتا ہے۔ امام خمینیؒ فرماتے ہیں کہ صدق دل کے ساتھ صفا ومروہ کے درمیان سعی درحقیقت محبوب تک رسائی حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے، لہٰذا جب انسان صفا ومروہ کے درمیان سعی کر رہا ہو تو دل اس بات کی طرف متوجہ رہے کہ دنیا سے ناطہ توڑ کر معبود سے ناطہ جوڑنے کے لئے ہماری یہ رفت وآمد ہے۔[۱۲]

سعی کی فضیلت :۔

امام صادقؑ نے فرمایا: ۔ جُعِلَ السَّعْىُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مَذَلَّةً لِلْجَبَّارِيْنَ ؛۔ [۱۳]
یعنی صفا ومروہ کے درمیان سعی کو جباروں کی ذلت ورسوائی کے لئے قرار دیا گیا ہے۔

سعی کا اخروی فائدہ

رسول خدا نے فرمایا:۔ اَلْحَاجُّ اِذَا سَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ ؛۔ [۱۴]
حاجی جب صفا ومروہ کے درمیان سعی کرتا ہے تو اپنے گناہوں سے باہر نکل آتا ہے۔

قربانی :

قربانی نبیؐ خدا کے اس خواب کی تعبیر کا نتیجہ ہے جب ایک باپ اپنے نوجوان فرزند کے گلے پر چھری پھیر رہا تھا اور قدرت آواز دے رہی تھی بس ابراہیمؑ! بس تم نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا اور ہم حسن عمل والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ ابراہیمؑ حکم خدا کی تعمیل پر خوش تھے اور اسماعیلؑ منزل قربانی میں قدم رکھنے پر مسرور تھے۔ قدرت کو ان مخلص بندوں کا عمل اس قدر پسند آیا کہ اس نے اسے ارکان حج میں شامل کر کے رہتی دنیا تک دائمی اور ابدی بنا دیا اور اب کسی مسلمان کا حج اس وقت تک قابل قبول نہیں ہے جبتک راہ خدا میں ایک قربانی نہ پیش کرے۔ یہ تو ایک خواب کی تعبیر تھی کہ جسمیں دنبہ فدیہ بن گیا۔ اس قربانی کو یاد کرو کہ جس نے بقائے دین کی خاطر پورا کنبہ راہ خدا میں قربان کر دیا ہو تو پھر اسکا ذکر کیونکر ناپید ہو سکتا ہے۔ سارے غم بھلائے جا سکتے ہیں مگر غم شبیرؑ

کوکسی بھی صورت نہیں بھلایا جا سکتا ہے ۔

اب اگر انسان پروردگار کی خوشنودی کی خاطر اور اپنے رب سے ملاقات کا جذبہ لیکر اپنے نفس کوقربان کر رہا ہو تو پھر اسکی اس قربانی کا اجر پروردگار نے جنت کے محل ،لہلاتے باغ ، دودھ کی بہتی نہریں ،حوریں ،معیت صادقین قرار دیا ہے ۔

قربانی کی فضیلت :۔

رسول گرامی اسلام ﷺ نے فرمایا: اِنَّمَا جَعَلَ هَذَا الْاَضْحَى لِتَتَّسِعَ مَسَاكِينُكُمْ مِنَ اللَّحْمِ فَاَطْعِمُوْهُمْ :۔ ۱۵

قربانی اس لیے واجب قرار دی گئی ہے تا کہ فقراء ومساکین گوشت سے سیر ہوں، لہٰذا انھیں کھلاؤ۔

رسول گرامی اسلام ﷺ سے سوال ہوا حج کی نیکی وبرکت کیا ہے تو رسول اسلام ﷺ نے فرمایا: لبیک کی گونج اور قربانی کا خون ۔ ۱۶

روایات میں ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ نے حضرت زہراؑ سے فرمایا :۔ اپنے ذبیحہ کی قربانی کے وقت میدان میں حاضر رہو اس لئے کہ اس کے پہلے قطرۂ خون کو اللہ تمہارے گناہوں اور تمہاری خطاؤں کا کفارہ قرار دیتا ہے۔ یہ گفتگو کچھ مسلمانوں نے سن لی تو رسول خدا ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ حکم صرف آپ کے اہلبیتؑ کے لئے ہے یا تمام مسلمانوں کے لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری عترت میں سے کسی کو جہنم کا مزہ نہ چکھائے ، یہ بات تمام لوگوں کے لئے ہے ۔

رمی جمرات :۔

حج کے عمل میں ایک عمل رمی جمرات ہے ،جسکی تکرار تین دن مسلسل ہوتی رہتی ہے۔ اور یہ حج کا وہ منفرد عمل ہے جسکی اس قدر تکرار ہوتی ہے، ورنہ ہر عمل ایک مرتبہ انجام پاتا ہے اور بس ! یہ تکرار بتاتی ہے کہ ساری برائیوں کی بنیاد یہی شیطان ہے۔ یہ شیطان اگر دل سے نکل جائے تو پھر دنیا اور آخرت کی سرخروئی مقدر بن جائے گی اور حج کا عظیم مقصد حاصل ہو جائے گا۔ اس لئے کہ حج کا اصل مقصد ہی یہی ہے کہ صفای باطنی حاصل ہوجائے ۔

اس عمل کے بہت سے اسرار ورموز ہیں جن میں اہم ترین نکتہ یہ ہے کہ انسان کو اسلحہ کی

کیفیت پر نگاہ نہیں کرنی چاہیئے ، اور جس طرح ممکن ہو مقابلہ کرنا چاہئے۔ بہت ممکن ہے کہ ایک چھوٹی سی کنکری بھی شیاطین کی ہلاکت ونابودی کا سبب بن جائے ۔

مظلوم فلسطینیوں نے اس نکتہ پر نگاہ رکھتے ہوئے برسہا برس سے دشمن کے مقابلہ کے لئے بڑے بڑے پیشرفتہ اسلحوں کا مقابلہ انھیں پتھروں اور کنکریوں سے کیا ہے اور انھیں کنکریوں کا سہارا لیکر اسرائیل کے مقابلہ میں ڈٹے ہوئے ہیں۔ اگر یہ حوصلہ نہ ہوتا اوراس نکتہ پر نگاہ نہ ہوتی تو چہ بسا یہ نہتے فلسطینی مقابلہ نہ کرسکتے اورکب کے پسپا ہو چکے ہوتے۔ مگر حالات یہ بتاتے ہیں کہ فلسطینی کم حیران وپریشان ہیں۔ اسرائیلی سخت سراسیمگی اور ہراس کا شکار اور ہر روز اپنی حفاظت کے لئے نئی تکنیک کی ایجاد کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔

یہ اسرائیلی بوکھلاہٹ وسراسیمگی نہیں تو اور کیا ہے کہ نئے طرز کے اسلحوں کی فراوانی کے باوجود فلسطینیوں سے مقابلہ نہیں کر پا رہے ہیں اور روزمرہ کی ضروری اشیاء مثلاً خوراک ،دواؤں وغیرہ پر مہلک اور وحشیانہ پابندیوں کے ذریعہ فلسطینیوں پر عرصۂ حیات تنگ کر رہے ہیں مگر پھر بھی فلسطینیوں کی مقاومت نے انکے سارے منصوبوں پر پانی پھیر رکھا ہے۔

حج کا یہ آخری عمل انسان کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ اگر دوران حج شیاطین سے برأت کا جذبہ نہ پیدا ہو سکا تو سارے حج کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ مسلمانوں کو میدان منیٰ میں ظہر کے وقت تک انتظار کرنا چاہئے اور بھرے مجمع میں شیاطین کو پتھر مارکر شیاطین زمانہ سے جذبۂ بیزاری کے ساتھ اپنے وطن واپس جانا چاہئے کیونکہ اس سے بہتر کوئی تحفۂ حج نہیں ہے۔ سارے اعمال ومناسک مکہ مکرمہ میں کام آتے ہیں اور برأت شیاطین کا جذبہ پوری دنیا میں کہیں بھی کام آسکتا ہے ۔ ۱۷

رمی کا ثواب :۔

رسول گرامی ﷺ نے فرمایا:۔ رَمْیُ الْجِمَارِ ذُخْرٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ۔ ۱۸

یعنی رمی جمرات ذخیرۂ آخرت ہے۔

آپ ﷺ ہی سے روایت ہے کہ:۔ اِذَا رَمَیْتَ الْجِمَارَ کَانَ لَکَ نُوْرًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ ۔ ۱۹

رمی جمرات؛ روز قیامت تمہارے لئے نور ہوگا۔

امام صادقؑ نے رمی جمرہ کے سلسلے میں فرمایا :۔ لَهٗ بِکُلِّ حَصَاةٍ یَرْمِیْ بِهَا تَحُطُّ عَنْهُ کَبِیْرَةٌ مُوْبِقَةٌ ۔ ۲۰

ہر سنگریزے کی مار پر ہلاکت خیز گناہ کبیرہ حاجی کے لئے مٹ جاتا ہے۔

طوالت کو مدنظر رکھتے ہوئے بقیہ مناسک حج کے تربیتی پہلو کو ترک کیا جارہا ہے۔

رب کریم ! سے دعا ہے کہ تمام امت اسلامیہ عالم کو اس اسوۂ حسنہ سے سبق حاصل کرنے کی توفیق کرامت فرمائے اور جو لوگ حج کے مشتاق ہیں انھیں حج سے مشرف فرمائے ۔آمین ثم آمین۔

والسّلام علیٰ من اتّبع الهدیٰ

حوالے:

۱۔سورۂ حج، آیت ۲۷۔۲۸

۲۔میزان الحکمۃ ،ج ا ،ص ۷۵۳، باب ؍ ۷۰۳

۳۔منتخب میزان الحکمۃ ،ص ۱۳۲، باب؍ ۴۴۹

۴۔منتخب میزان الحکمۃ ،ص ۱۳۲، باب ۴۵۰

۵۔سخنرانی با کارکنان حج، سال ۱۳۸۳ شمسی

۶۔ حکمت نامہ پیامبر اکرم اعظم ،ج ۱۱،ص ۳۶۲

۷۔حکمت نامہ پیامبر اعظم ،ج ۱۱،ص ۳۷۶

۸۔اصول کافی، ج ۴،ص ۲۵۳، حدیث ۱۱

۹۔حکمت نامہ پیامبر اکرم ج ۱۱،ص ۳۸۰، حدیث نمبر ۸۸۹۷

۱۰۔دعائم الاسلام ،ج ا ،ص ۳۱۲

۱۱۔صحیفۂ نور، ج ۲۰،ص ۱۸

۱۲۔کافی، ج ۴،ص ۴۳۴، حدیث ۵

۱۳۔تہذیب، ج ۵،ص ۱۹،حدیث ۵۶،نقل از حکمت نامہ پیامبر اعظم، ج ۱۱،ص ۳۹۲، حدیث ۸۹۲۰

۱۴۔حکمت نامہ پیامبر اعظم ﷺ ، ج ۱۱،ص ۴۱۲ ،حدیث ۸۹۵۴

۱۵۔حکمت نامہ پیامبر اعظم ﷺ ، ج ۱۱،ص ۴۱۲ ،حدیث ۸۹۵۵

۱۶۔حکمت نامہ پیامبر اعظم ﷺ ، ج ۱۱،ص ۴۱۲، حدیث ۸۹۵۷

۱۷۔اصول وفروع، ص ۲۷۴

۱۸۔حکمت نامہ پیامبر اعظمؐ ، ج ۱۱،ص ۱۰ ۴ح ۸۹۴۹

۱۹۔حکمت نامہ پیامبر اعظمؐ ، ج ۱۱،ص ۴۰ ،ح ۸۹۵۰

۲۱۔ اصول کافی ، ج ۴،ص ۴۸۱،حدیث ۷